حکیم محمد موسیٰ امرتسری
ڈاکٹر محمد مسعود احمد
پروفیسر شاہ فرید الحق
سید ریاست علی شاہ
علامہ شمس الحسن شمس
محمد فاروق القادری
مولانا محمد صادق
سید وجاہت رسول
علامہ سید شجاعت علی
عبدالحکیم شاہجہانپوری
سید نور محمد قادری
پروفیسر مجید اللہ قادری
پروفیسر محمد ابرار احمد
علامہ محمد احمد مصباحی
عبدالمجتبیٰ رضوی (انڈیا)
سید جمال الدین (دہلی)
مولانا محمد مرید احمد چشتی
جلال الدین احمد رضوی
الشاہ احمد نورانی صدیقی
مولانا محمد حامد رضا قادری

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی عُلما کرام سے باتیں

(یادوں کے دریچے سے)

تدوین و ترتیب

محمد عالم مختارِ حق

گنج بخش روڈ لاہور

0300-4235658

تعارفِ کتاب

نام کتاب	------	مجالسِ علماء
تحریر	------	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
موضوعِ کتاب	------	علمائے کرام کی یادیں
ماخذ	------	اوراقِ جہانِ رضا
تعارفِ کتاب	------	پیرزادہ اقبال احمد فاروقی
مقدمۂ کتاب	------	جرسِ کارواں۔سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ
تمہیدی باتیں	------	محمد عالم مختارِ حق
تحریک	------	سردار محمد اکرم بٹر، ایڈووکیٹ
مرتب ونگرانِ طباعت	------	محمد عالم مختارِ حق
سالِ تالیف وترتیب	------	۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء
ناشر	------	مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور
طابع	------	کاروان پریس، لاہور
قیمت	------	۳۰۰ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، لاہور ○ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ○ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ○ مکتبہ قادری رضوی، گنج بخش روڈ، لاہور ○ تمام دینی مکتبے جو ملک کے کسی حصے میں کام کر رہے ہیں۔

کے اختتام پر حضرت نے مجھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا: ''کسی کو سامنے بٹھا کر اتنا مبالغہ نہیں کرنا چاہیے۔ اس سے تکبر کی خو پرورش پاتی ہے۔ پھر تم تو ابھی بچے ہو، اتنی اونچی باتیں نہیں کرنا چاہیے''۔ اس کے باوجود انہوں نے مجھے شفقت سے دعائیں دیں اور میرے سر پر رکھا۔

حضرت محدث رحمۃ اللہ علیہ عوام میں تقریر کرتے، علمائے کرام کی محفل میں جلوہ فرمائی کرتے، خصوصی مجالس میں مشکل مسائل کی عقدہ کشائی فرماتے، رات آتی تو معمولات کے وظائف ادا کرتے اور رات کا خاصا حصہ اللہ کی بارگاہ میں سربسجود ہو کر گزار دیتے۔ میں نے دولت مندوں اور وقت کے رؤسا کو ان کے دروازے کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے پایا مگر آپ کو کسی وزیر، امیر کی ''زیارت'' کے لیے کہیں جاتے نہیں دیکھا۔ نواب آف بہاولپور آپ کے عقیدت مند تھے مگر ساری زندگی آپ کو کبھی نواب صاحب کے محل میں قدم رکھتے نہیں دیکھا۔ آج میں اپنے وقت کے علماء کو چھوٹے چھوٹے دنیاداروں اور بدقماش وزیروں کی کوٹھیوں میں خوش خوش آتا جاتا دیکھتا ہوں تو حضرت محدث یاد آتے ہیں۔

حضرت محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علم و عرفان سے برصغیر کے ہر خطے کے مسلمانوں کو حصہ دیا۔ دلوں کو عشق مصطفیٰ کی شمع کی روشنیاں دیں۔ تحریک پاکستان میں صف اول میں کھڑے ہو کر پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ صرف سیاسی نہیں، دینی اہمیت کے پیش نظر آپ نے نظریہ پاکستان کے وجود کو ضروری قرار دیا اور اس کی تبلیغ سارے ملک میں کی۔ علمائے اہل سنت اور مشائخ کو حصول پاکستان کے لیے ۱۹۴۶ء میں ''سنی بنارس کانفرنس'' میں اکٹھا کیا اور ایک تاریخی قرارداد پاس کر کے قائداعظم کو یقین دلایا کہ ان کی پاکستان کے لیے خدمات قابل قدر ہیں اور اعلان کیا کہ اگر خدانخواستہ قائداعظم کسی مقام پر سیاسی دباؤ میں آ کر قیام پاکستان کے مطالبہ سے دستبردار بھی ہو جائیں تو برصغیر کے اہل سنت پاکستان کے قیام سے کبھی کنارہ کشی نہیں

بتانے لگا۔آپ کے دوست مرکزی مجلس رضا کے پہلے صدر فضیلت الشیخ حکیم محمد عارف صاحب ضیائی مدنی ان دنوں نجدیوں کی جیل میں ہیں۔ان کا جرم یہ بتایا گیا ہے کہ وہ تعویذات لکھتے تھے۔دم درود کرتے تھے۔ان کے گھر سے پانچ ہزار دانوں کی تسبیح اور ''شمع شبستانِ رضا'' برآمد ہوئی تو نجدیوں نے آپ کو''ساحر'' کہہ کر پانچ سال کے لیے پس دیوارزنداں کر دیا۔حکیم محمد عارف صاحب ضیائی ہمارے بڑے پیارے دوست ہیں وہ گزشتہ تیس سال سے دیارِ حبیب میں مقیم ہیں۔رمضان المبارک میں بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں ایک سو زائرینِ حرم کی افطاری کراتے ہیں اپنے گھر میں پاکستان اور ہندوستان کے علمائے اہلِ سُنّت کی دعوت کرتے ہیں۔آج سے تیس سال پہلے وہ مرکزی مجلسِ رضا کے صدر تھے۔بانیوں میں سے تھے۔حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے رفیق کار تھے۔مرکزی مجلسِ رضا کی بنیادوں کو مضبوط بنانے والے لوگوں میں سے تھے۔مدینہ پاک گئے تو انہیں فاضل بریلوی کے خلیفہ خاص مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت ملی کئی سال زیرِ تربیت رہے۔بیعت ہوئے اپنے پیرو مرشد کے فرزند مولانا فضل الرحمٰن مدنی کی مجالس میں رہے۔وہ حکیم ہیں، طبیب ہیں اور اعلیٰ حضرت کی کئی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرا کے عرب ممالک میں تقسیم کر چکے ہیں۔وہ قادری سلسلہ طریقت کے پیروکار ہونے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کے عاشق ہیں سید: غوث اعظم پر کئی عربی کتابیں چھپوا کر تقسیم کر چکے ہیں۔''دلائل الخیرات'' کے کئی ایڈیشن عرب کے اہلِ محبت اور افریقی ممالک کے زاہدوں، عابدوں کو ہدیہ کر چکے ہیں۔ہمیں ان کی اس ابتلاء پر بڑا ملال ہے۔ان کی رہائی کیلئے لبوں پر بار بار دعائیہ جملے آئے۔مگر

کسی کو دشت نوردی کسی کو دارو رسن
یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لیے!

عزیزم نعیم عزیز صاحب ایم اے سیاسیات کے طالب ہیں۔پنجاب یونیورٹی

میں زیرِ تعلیم ہیں وہ فاضل بریلوی کی کتابوں اور ان کی علمی خدمات سے ناآشنا ہیں مگر مان نہ مان میں تیرا مہمان بن کر مرکزی مجلسِ رضا کی مجالس میں چلے آتے ہیں۔ ایک دن آئے تو علماء کرام تشریف فرما تھے اساتذہ گفتگو کر رہے ہیں۔ رضوی حضرات علمی نکتے بیان کر رہے ہیں۔ مگر نعیم عزیز صاحب بلا جھجک چلے آئے۔ چند لمحات خاموشی سے سنتے رہے پھر حسبِ عادت گویا ہوئے:

نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں!

سوادِ اعظم لٹ گیا اہلِ سُنّت بکھر گئے! سنی لٹ گئے! حنفی مر گئے! بریلوی ختم ہو گئے! مگر آپ لوگ ابھی تک بریلی کے ''محلہ سوداگران'' میں بیٹھے ''الوظیفۃ الکریمہ'' کا ورد کر رہے ہیں ہمارا دل آیا کہ نعیم عزیز کو بیک بنی و دو گوش پکڑ کر باہر نکال دیں مگر وہ کہے جا رہے تھے۔ سنیوں کی دینی اور سیاسی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔ جمعیت العلماء پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ جمعیت العلماء پاکستان (نورانی) جمعیت العلماء پاکستان (نیازی) جمعیت العلماء پاکستان (نفاذِ شریعت گروپ) جمعیت العلماء پاکستان (سوادِ اعظم گروپ) جمعیت العلماء پاکستان (مرکزی) جمعیت العلماء پاکستان (سوادِ اعظم)

اس دل کے ٹکڑے ہزار ہوئے کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

ہم نے اسے سمجھایا کہ ہم سنی ہیں سوادِ اعظم ہیں عزیزِ محترم جنہیں تم ٹکڑے ٹکڑے کہتے ہو وہ تو ''گلہائے رنگا رنگ'' ہیں جو رونقِ چمن ہوتے ہیں۔

وہ بولے یہ رونق چمن ہیں یا آندھیاں غم کی یوں چلیں باغ اجڑ کے رہ گیا!

ہم نے انہیں دوبارہ سمجھایا کہ ہم لوگ اندر سے ایک ہیں۔ ایک ہی منزل ہے۔ ایک ہی قبلہ ہے ایک ہی مسلک ہے ایک ہی عقیدہ ہے۔ کہنے لگے فاروقی صاحب! یہ ایک نہیں ہیں۔ ''جماعت اہلِ سُنّت'' کے کئی ٹکڑے ہیں۔ پہلے صرف ایک ''جماعت اہلِ سُنّت'' تھی اب ''مرکزی جماعت اہلِ سُنّت'' بھی آ گئی جماعت اہلِ سُنّت (کراچی) جماعت اہلِ سُنّت (ملتانی) جماعت اہلِ سُنّت (لاہوری) کیا یہ بھی

گلہائے رنگارنگ ہیں؟ کیا یہ بھی رونقِ چمن ہیں؟ کیا یہ بھی بہارِ وطن ہیں؟ مجلس میں بیٹھے ایک عالمِ دین نے نعیم عزیز کو بتایا کہ ہمارے سنیوں کے سارے گروپ ایک سٹیج پر متفق ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت پر مسلکِ رضا پر، مسلک اہلِ سُنّت پر، اس میں کسی گروپ کسی جماعت کا کوئی اختلاف نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسلکِ رضا کو نقطۂ اتحاد اہلِ سُنّت جانتے ہیں۔ نعیم عزیز چونکہ سیاسیات کا طالب علم ہے وہ مسلک رضا کی برکات کی گہرائیوں تک نہیں جا سکتا۔ کہنے لگا: ہاں ہاں! یہ لوگ "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی دلنواز آواز پر متفق ہیں اور اسی آواز پر روٹیاں توڑتے ہیں اگر ان کے پاس یہ شعر بھی نہ ہوتا تو ان انتشار زدہ لوگوں کو روٹی بھی کوئی نہ پوچھتا! مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک اور عالمِ دین نے نعیم کو سمجھایا کہ برخوردار۔ تم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" پڑھا کرو۔ تمہاری سیاسی سوچ بدل جائے گی۔ اس موقع پر ایک خوش آواز مجلسی نے اعلیٰ حضرت کی کہی ہوئی نعت:

؎ وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

سنا کر محفل کا رنگ بدل دیا۔ اب نعیم عزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اور ہم جھوم رہے تھے۔

("جہانِ رضا" مارچ ۲۰۰۲ء)